ہبہ مشاع اور غیر مشاع میں قبضہ

Possession in Devisable and Non-devisable Gifts

شہاب نعمت خان*

پروفیسر ڈاکٹر عبدالعلی اچکزئی**

ABSTRACT:

The institution of 'Gift' (ہبہ) is common in every religion. Every religion promotes this practice, as it is a tool to create sense of love and affection between the giver and the receiver. Similarly, Islam encourages its followers to perform it from time to time and spread sense of love and affection. The holy Prophet (Peace and Mercy be upon him) not only ordered the believers of Islam to exchange gifts but also, he himself was habitual of distributing things among the Muslims as gifts. Here, in this article, this exercise of the 'Gift' is discussed. Firstly, its lexical and terminological meanings are mentioned and supported with verses of the holy Quran and the traditions of the holy Prophet (PBUH). Furthermore, its need and importance are given consideration. Secondly, kinds of the 'Gift' are specified, which are 'Gift of existing things and non-existing things'. Then the existing things are divided into 'Devisable and non-devisable items'. In the end the concept of possession in the 'Gift' is stated. Along with all this opinions of the five schools of thoughts i.e. Hanafi, Maliki, Shafai, Hanbali and Shia, and their basis regarding possession of the 'Gift' are presented.

Keywords: Gift, Quran, Hadis, Jurisprudence, Devisable and Non-devisable things, Possession, Hanafi, Maliki, Shafai, Hanbali, Shia.

اسلام اللہ تعالی کا ایسا دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ قدم قدم پر اپنے پیروکاروں کی راہنمائی کرتا ہے اور ان کو وہ راستے بتاتا ہے جو انہیں اللہ تعالی کی خوشنودی تک لے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں وہ ہر شعبہ زندگی میں بنیادی قوانین فراہم کرتا ہے تاکہ اہل علم مسلمان ان قوانین کو دیکھ کر اور ان کی روح کو سمجھ کر نئے پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کر سکیں اور دوسرے مسلمانوں کو بتا سکیں۔ انہی شعبائے زندگی میں سے ایک شعبہ معاملات کا ہے، جس میں اسلام کے قوانین واضح اور قابل عمل ہیں۔ معاملات میں ایک موضوع جس سے روز مرہ زندگی میں بہت سارے مسلمانوں کو واسطہ پڑتا ہے وہ ہے 'ہبہ' (Gift) ہبہ کیا ہے؟ اس کی ضرورت و اہمیت کتنی ہے؟ اور فقہی اعتبار سے ہبہ کب مکمل ہوتا ہے؟ کیا اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو یہ کہہ دے کہ میں یہ چیز

*Research Scholar, Islamic Studies Department, University of Balochistan, Quetta.
Email: shahab.naimat@gmail.com

**DEAN, Faculty of Arts and Humanities, University of Balochistan, Quetta.

آپ کو تحفہ یا ہبہ میں دیتا ہوں تو کیا دوسرا شخص اس چیز کا مالک ہو جائے گا؟ اور کیا وہ اس سے فائدہ حاصل کرنے اور اس کا نقصان برداشت کرنے میں اکیلا ہو گا یا اس کو تحفہ یا ہبہ دینے والا بھی اس میں اس کے ساتھ شریک ہو گا؟ اور ہبہ کے اس معاملے میں کس نقطہ پر یہ کہا جائے گا کہ ہبہ کی گئی چیز ہبہ دینے والے کی ملکیت سے نکل کر ہبہ لینے والے کی ملکیت میں داخل ہو چکی ہے اور اب اس چیز سے متعلق ساری ذمہ داریاں اس دوسرے شخص پر عائد ہوتی ہیں؟ اسی نقطہ کو فقہی اصطلاح میں 'قبضہ' کا نام دیا جاتا ہے۔ اس مقالہ میں مذکورہ بالا سوالات کے جوابات اور قبضہ سے بحث کی جائے گی۔

ہبہ کی لغوی تعریف:

علی حیدر نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''دررالحکام شرح مجلۃ الاحکام'' میں ہبہ کی لغوی تعریف یوں بیان فرمائی ہے:

الهبة: فی اللغة هو التفضل والاحسان بشیء ینتفع به الموهوب له ای المعطی له سواء اکان ذالك الشیء ما لاکهبة شخص لآخر فرسا ام غیرمال کقول الانسان لآخر لیهب الله لك ولدك، مع ان ولدذالك الشخص حر لیس بمال۔[1]

ترجمہ: ھبہ: لغت میں ہبہ کہتے ہیں کسی پر کسی چیز کے ذریعہ سے فضل واحسان کرنے کو جس سے موھوب لہ (جس کو ہبہ کیا گیا) فائدہ اٹھا سکے، چاہے وہ چیز مال ہو جیسے کوئی شخص کسی کو گھوڑا ہبہ کرے یا وہ چیز مال نہ ہو جیسے کوئی انسان دوسرے کو کہے: اللہ تعالی آپ کو اولاد ہبہ کرے، باوجود اس کے کہ اس شخص کی اولاد آزاد ہے مال نہیں ہے۔

قرآن پاک میں لفظ ہبہ:

لفظ 'ہبہ' بطور اسم تو قرآن پاک میں استعمال نہیں ہوا، البتہ بطور فعل استعمال ہوا ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

رَبَّنَا لا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ۔[2]

ترجمہ: اے ہمارے رب! ہمارے دلوں کو ہدایت دینے کے بعد گمراہ نہ فرما اور ہمیں اپنی رحمت عطا فرما، بے شک آپ خوب عطا کرنے والے ہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا کو یوں بیان فرمایا گیا ہے:

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ۔[3]

ترجمہ: تعریف ہے اس ذات کی جس نے بوڑھاپے میں مجھے اسماعیل اور اسحاق عطا کیے، یقیناً میرا رب خوب دعائے سننے والا ہے۔

احادیث میں لفظ ہبہ:

صحیح مسلم میں ہے: قال العائدفی هبته کالکلب یقیء ثم یعود فی قیئه۔[4]

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے ہبہ میں رجوع کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ کتا قی کرے اور پھر اپنی قی کو چاٹے۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ:

عن جابر قال: سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: من كانت له أرض فليهبها أو ليعرها [5]۔

ترجمہ: حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جس کے پاس زمین ہو تو اسے چاہیے کہ اسے ہبہ کردے یا اس کو عاریت پہ دے دے۔

ہبہ کی اصطلاحی تعریف:

ہبہ کی اصطلاحی تعریف یوں بیان کی جاتی ہے کہ:

وفي الشرع تمليك العين بلا عوض۔ [6]

ترجمہ: شریعت میں بلا عوض کسی چیز کے مالک بنانے کو ہبہ کہتے ہیں۔

مذکورہ تعریف سے معلوم ہوا کہ ہبہ عقود معاوضہ میں سے نہیں ہے بلکہ عقود تبرع میں سے ہے، اگر ہبہ دونوں طرف سے ہو یا عوض کی شرط لگادی جائے تو وہ ہبہ خرید وفروخت کا معاملہ بن جاتا ہے، اور اس پر خرید وفروخت کے احکام جاری ہوتے ہیں۔

ہبہ کی ضرورت واہمیت:

حضرت محمد ﷺ نے ہبہ کی ضرورت اور اہمیت کو اپنے قول اور فعل سے واضح فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تهادوا تحابوا۔ [7]

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے، فرمایا: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: آپس میں ہبہ دو اور محبت پیدا کرو۔

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ معاشرے میں محبت اور الفت پیدا کرنے کا نسخہ یہ ہے کہ آپس میں ایک دوسرے کو تحفے تحائف دیے جائیں۔ ایک دوسری حدیث میں آنحضرت ﷺ نے ہبہ دینے کا ایک اور فائدہ بتایا ہے کہ اس سے دلوں میں بھرے بغض اور عداوت کے جذبات کو ختم کیا جاسکتا ہے۔ ارشاد ہے:

عن أبي هريرة: عن النبي ﷺ قال: تهادوا فإن الهدية تذهب وحر الصدر ولا تحقرن جارة لجارتها ولو شق فرسن شاة۔ [8]

ترجمہ: حضرت ابوہریرۃ سے روایت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا: آپس میں ہبہ دیا کرو یہ (عمل) دلوں کے بغض کو دور کرتا ہے۔ کوئی ہمسائی کسی دوسری ہمسائی کے معاملہ میں (ہبہ کرتے وقت) بکری کے گھر کو بھی ہرگز چھوٹا نہ سمجھے۔

حضرت محمد ﷺ کی مذکورہ بالا دونوں احادیث ہبہ کے بارے میں دو اہم فائدے بیان کرتی ہیں۔ ایک محبت کا پیدا کرنا اور دوسرا باہمی بغض وعناد کے جذبات کا خاتمہ کرنا۔ آنحضرت ﷺ کی ہبہ کرنے کی عادت مبارکہ بھی تھی۔ ایک مثال یہاں ذکر کی جاتی

ہے۔ حضرت محمد ﷺ کا نجاشی کو ہبہ کرنا اور پھر جب وہ مال نجاشی کی موت کی وجہ سے واپس آنے والا تھا تو آپ ﷺ نے واپس آنے سے پہلے ہی اسے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو ہبہ کر دیا۔

روى الحاكم في صحيحه أنه ﷺ أهدى إلى النجاشي ثلاثين أوقية مسكا ثم قال لأم سلمة إني لأرى النجاشي قد مات ولا أرى الهدية التي أهديت إليه إلا سترد فإذا ردت إلي فهي لك فكان كذلك-[9]

حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیس اوقیہ مسک ہدیہ بھیجا، پھر ام سلمہ سے فرمایا: نجاشی فوت ہو چکے ہیں اور میرے خیال میں وہ ہدیہ جو میں نے ان کو کیا تھا وہ واپس آئے گا، اور جب وہ میرے پاس لوٹایا جائے گا تو وہ آپ کا ہو گا اور اسی طرح ہوا۔ ان مذکورہ بالا قولی اور فعلی احادیث سے ہبہ کی ضرورت و اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔

ہبہ کی اقسام:

منطقی طور پر اشیاء کی دو قسمیں ہیں: 1: موجود 2: معدوم

انہی دو اقسام کے اعتبار سے ہبہ کی بھی دو قسمیں ہیں: 1: موجود چیز کا ہبہ 2: معدوم چیز کا ہبہ

موجود چیز کا ہبہ:

موجود چیز کے ہبہ کرنے کی بھی دو صورتیں ہیں: 1: قابل تقسیم چیز کا ہبہ 2: غیر قابل تقسیم چیز کا ہبہ

قابل تقسیم ان چیزوں کو کہا جاتا ہے کہ جن کو تقسیم کرنا ممکن ہو اور ان کے تقسیم کرنے کے بعد بھی ان سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہو، اور اگر کوئی چیز ایسی ہو کہ اس کو تقسیم کرنا ممکن ہی نہ ہو یا تقسیم کرنے کے بعد اس سے تقسیم سے پہلے والا فائدہ حاصل نہ کیا جا سکے تو اسے غیر قابل تقسیم یا ناقابل تقسیم کہا جاتا ہے۔ آنے والے عنوان کے تحت صرف ان چیزوں کے ہبہ سے متعلق بات کی جائے گی جو قابل تقسیم ہو اور ناقابل تقسیم اشیاء کے ہبہ کے بارے میں اگلے عنوان میں بات کی جائے گی۔ آگے بڑھنے سے پہلے دو اصطلاحات کا جان لینا ضروری ہے، تاکہ آنے والی بحث واضح ہو جائے۔ وہ دو اصطلاحات ہیں۔ مشاع اور ہبہ مشاع۔

مشاع اور ہبہ مشاع:

اگر کسی چیز کے حصے متعین نہ ہوں اور وہ ایک سے زائد لوگوں کی ملکیت میں ہو تو اسے مشاع کہتے ہیں اسی طرح اگر کوئی چیز ایک سے زائد لوگوں کو دی جائے اور ان کی ملکیت کے حصے اس کے اندر متعین نہ ہوں، تب بھی اس کو مشاع کہا جاتا ہے۔ اس تفصیل کے مطابق ہبہ مشاع اس ہبہ کو کہا جاتا ہے جس میں ہبہ کرنے والا کوئی چیز جو صرف اسکی ملکیت ہو وہ ایک سے زائد لوگوں کو تقسیم کیے بغیر اکھٹے ہبہ کر دے اور دوسری صورت یہ ہے کہ وہ چیز ہبہ کرنے والے اور دوسروں کے درمیان مشترک ہو اور وہ اس کو ہبہ کر دے۔

قابل تقسیم چیز کا ہبہ:

قابل تقسیم چیز کی پھر دو صورتیں ہیں:

1: قابل تقسیم چیز کا تقسیم سے پہلے ہبہ　　　　2: قابل تقسیم چیز کا تقسیم کے بعد ہبہ

دوسری قسم یعنی قابل تقسیم چیز کا تقسیم کے بعد ہبہ تو بالاتفاق جائز ہے، البتہ پہلی قسم یعنی قابل تقسیم چیز کا تقسیم سے پہلے ہبہ کے بارے میں علمائے کرام کا اختلاف ہے۔ آیئے اس اختلاف کو ان کے دلائل کے ساتھ دیکھتے ہیں۔

قابل تقسیم چیز کا تقسیم سے پہلے ہبہ:

احناف کا مذہب:

احناف کا مذہب مشاع چیز کے ہبہ کرنے کے بارے میں یہ ہے کہ تقسیم کیے بغیر اس کا ہبہ درست نہیں۔ علامہ ابن نجیم 'بحر رائق' میں فرماتے ہیں:

ہبة المشاع الذی یمکن قسمته لا تصح۔[10] ایسی مشاع چیز کا ہبہ جس کو تقسیم کرنا ممکن ہو صحیح نہیں۔

مالکیہ کا مذہب:

ان کے مطابق مشاع چیز کا ہبہ جائز ہے۔ جائز ہبة المشاء۔[11] مشاع چیز کا ہبہ جائز ہے۔

شافعیہ کا مذہب:

ان حضرات کے نزدیک مشاع چیز کا ہبہ تقسیم سے پہلے صحیح ہے۔

تصح ہبة المشاع ولو قبل القسمة۔[12]

ترجمہ: مشاع چیز کا ہبہ اگرچہ تقسیم سے پہلے ہو صحیح ہے۔

حنابلہ کا مذہب:

ان کے ہاں بھی مشاع چیز کا ہبہ درست ہے۔

وتصح ہبة المشاع من شریکه ومن غیرہ منقولا کان أو غیرہ ینقسم أولا۔[13]

ترجمہ: شریک اور اس کے علاوہ کو مشاع چیز کا ہبہ کرنا درست ہے چاہے وہ منقول ہو یا غیر منقول ہو، چاہے وہ قابل تقسیم ہو یا غیر قابل تقسیم ہو۔

اہل تشیع کا مذہب:

ان کے ہاں بھی ہبہ مشاع صحیح ہے۔ وتصح ہبة المشاع کبیعه[14]۔ مشاع کی بیع کی طرح اس کا ہبہ بھی صحیح ہے۔

قابل تقسیم مشاع چیز کا تقسیم سے پہلے ہبہ سوائے حنفی مذہب کے باقی تمام مذاہب میں جائز ہے اور یہی اس بحث کا خلاصہ اور نتیجہ ہے۔

غیر قابل تقسیم چیز کا ہبہ:

غیر قابل تقسیم مشاع چیز کے ہبہ کے متعلق تمام ائمہ کرام اور تمام مذاہب کا اتفاق ہے کہ ایسا ہبہ صحیح ہے۔احناف کے علاوہ باقی حضرات تو جس طرح قابل تقسیم چیز کے تقسیم سے پہلے ہبہ کے جواز کے قائل ہیں،اسی طرح ان کے نزدیک نا قابل تقسیم چیز کا ہبہ بھی جائز ہے اور احناف صرف غیر قابل تقسیم چیز کے ہبہ کو جائز فرماتے ہیں، کیونکہ اس معاملے میں تقسیم کی شرط لگانے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔اس لیے کہ ان کے ہاں قابل تقسیم چیزوں کے ہبہ کے مکمل ہونے کیلئے قبضہ ضروری ہے،تاکہ جس کو ہبہ کیا گیا ہے وہ اس سے قبضہ کرنے کے بعد اس چیز سے مستقل طور پر فائدہ اٹھا سکے، جبکہ نا قابل تقسیم چیز سے فائدہ کی صورت صرف مہایاۃ(باری باری) ہے، جس کے لئے قبضہ کی ضرورت نہیں۔

معدوم چیز کا ہبہ :

اس عنوان کے تحت اس بات سے بحث کرنا مقصود ہے کہ معدوم چیز کو ہبہ کرنے کے بارے میں شریعت کیا کہتی ہے، کیونکہ معدوم چیز کے ہبہ کی صورت میں فی الفور اس پر قبضہ کرنا ممکن نہیں ہوگا۔آیئے ائمہ کرام کی آراء کا جائزہ لیتے ہیں:

احنافؒ کی رائے :

احناف کے نزدیک معدوم چیز کا ہبہ باطل ہے،اور اگر اس ہبہ کی گئی چیز کو بعد میں سپرد بھی کردیا جائے تب بھی اس پرانے عقد کی بنیاد پر یہ ہبہ درست نہیں ہوگا۔بحر رائق میں ہے:

(وإن وهب دقيقا في بر لا وإن طحن وسلم) أي لا تصح الهبة وأشار به إلى أن هبة المعدوم تقع باطلة فلا تعود صحيحة بالتسليم۔[15]

ترجمہ: (اور اگر کوئی گندم کے اندر موجود آٹا ہبہ کرے تو یہ صحیح نہیں اگرچہ اس کو پسوائے اور سپرد کردے)یعنی ہبہ درست نہیں ہوگا اور اس مسئلہ میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ معدوم چیز کا ہبہ باطل ہوتا ہے اور سپرد کرنے سے بھی صحت کی طرف لوٹ کر نہیں آتا۔

مالکیہؒ کی رائے :

ان حضرات کے مطابق ایسی معدوم چیز کا ہبہ جائز ہے کہ جس کے وجود کی توقع ہو۔ابن رشدؒ فرماتے ہیں:

لا خلاف في المذهب في جواز هبة المجهول والمعدوم المتوقع الوجود۔[16]

ترجمہ: ایسے ہبہ کے جواز میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جو مجہول ہو اور ایسا معدوم ہو کے جس کے وجود کی توقع ہو۔

شوافع کی رائے :

ان کی رائے بھی یہ ہے کہ معدوم چیز کا ہبہ جائز نہیں۔

وما لا يجوز بيعه من المجهول وما لايقدر على تسليمه وما لم يتم ملكه عليه كالمبيع قبل القبض لاتجوز هبته[17]

ترجمہ: جس مجہول چیز کی بیع جائز نہیں اور جس کی سپردگی پر قدرت نہ ہو اور جس چیز پر ملکیت مکمل نہ ہوئی ہو جیسے قبضہ سے پہلے والی مبیع (ان سب کا) ہبہ جائز نہیں ہے۔

حنابلہؒ کی رائے:

ان حضرات کے ہاں بھی معدوم چیز کا ہبہ جائز نہیں۔

لا تصح هبة المعدوم كالذي تحمل امته أو شجرته۔[18]

ترجمہ: معدوم کا ہبہ صحیح نہیں ہے جیسے جو اس کی باندی کا حمل ہو یا جو درخت پر آئے (اس کا ہبہ)۔

اہل تشیع کی رائے:

ان کے ہاں بھی معدوم چیز کا ہبہ صحیح نہیں۔

(والشرط الثالث: كون الموهوب مما يصح بيعه مطلقا والا فلا) تصح هبته۔[19]

ترجمہ: (ہبہ کے درست ہونے کی) تیسری شرط: ہبہ کی جانے والی چیز ایسی ہو کہ اس کی مطلق بیع صحیح ہو اور اگر ایسا نہ ہو تو اس کا ہبہ درست نہیں۔

یہ بات تو واضح ہے کہ معدوم چیز کی بیع جائز نہیں، اسی طرح معدوم چیز کا ہبہ بھی جائز نہیں۔

خلاصہ اس ساری بحث کا یہ ہے کہ اکثر حضرات کی رائے کے مطابق معدوم چیز کا ہبہ جائز نہیں، البتہ امام مالکؒ کے نزدیک اس چیز کا ہبہ جائز ہے جس کے وجود میں آنے کی توقع ہو۔ اور نتیجہ یہ ہے کہ: معدوم چیز کا ہبہ جائز نہیں۔

ہبہ کیلئے قبضہ کا شرعی حکم:

ہبہ کے معاملہ میں قبضہ کے شرط ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں ائمہ کرام رحمہم اللہ تعالی کا اختلاف ہے۔ آیئے ان حضرات کے مذاہب اور دلائل پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

احناف کا مذہب:

حنفی مذہب میں ہبہ کی صحت کے لیے قبضہ شرط ہے، اس بات کو علامہ ابن نجیمؒ نے یوں بیان فرمایا ہے:

في الموهوب أن يكون مقبوضا[20] ہبہ کی جانے والی چیز میں شرط یہ ہے کہ وہ قبضہ کی گئی ہو۔

احناف کے دلائل:

پہلی دلیل حضرت ابو بکر صدیق کا واقعہ ہے کہ آپؓ نے وفات سے قبل اپنی بیٹی حضرت عائشہ سے فرمایا تھا: اے میری بیٹی! میرے نزدیک آپ سے زیادہ کسی کا مالدار ہونا پسند نہیں اور نہ ہی آپ سے زیادہ کسی کی مفلسی مجھ پر بھاری ہے، میں نے آپ کو اپنی غابہ کی زمین میں سے بیس وسق دیے تھے، اگر آپ وہ بیس وسق کاٹ لیتیں اور اپنے پاس محفوظ کر لیتیں تو وہ آپ کے ہوتے، لیکن آج وہ

ورثاء کامال ہے اور وہ تمہارے بھائی اور تمہاری بہنیں ہیں تو اسے اللہ تعالی کے حکم کے مطابق تقسیم کریں۔[21]

دوسری دلیل یہ ہے کہ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے تقسیم اور قبضہ کو ہبہ کے جائز ہونے کیلئے صحابہ رضوان اللہ عنھم اجمعین کی موجودگی میں ضروری قرار دیا اور کسی نے اس بات پہ نکیر نہیں کی، تو گویا ہبہ کے لازمی ہونے پر ان حضرات کا اجماع ہو گیا۔

اسی طرح چاروں خلفاء اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھم سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہبہ قبضہ کے بغیر جائز نہیں۔ان کی اس بات پر کوئی اختلاف منقول نہیں ہے اس سے ہبہ کے اندر قبضہ کے ضروری ہونے پر واضح ثبوت موجود ہے۔[22]

شوافع کا مذہب :

ان کے ہاں بھی ہبہ کے لازم ہونے کے لیے قبضہ شرط ہے،اس کو شربینی خطیبؒ نے یوں بیان فرمایا ہے :

لا تلزم الهبه الصحيحة الا بالقبض۔[23] ہبہ صحیحہ قبضہ کے بغیر لازم نہیں ہوتا۔

شوافع کے دلائل :

ان کی دلیل مندرجہ ذیل حدیث ہے:

روى الحاكم في صحيحه أنهﷺأهدى إلى النجاشي ثلاثين أوقية مسكا ثم قال لأم سلمة إني لأرى النجاشي قد مات ولا أرى الهدية التي أهديت إليه إلا سترد فإذا ردت إلي فهي لك فكان كذلك[24]

ترجمہ: حاکم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ رسول اللہﷺ نے تیس اوقیہ مسک ہدیہ بھیجا، پھر ام سلمہ سے فرمایا: نجاشی فوت ہو چکے ہیں اور میرے خیال میں وہ ہدیہ جو میں نے ان کو کیا تھا وہ واپس آئے گا،اور جب وہ میرے پاس لوٹایا جائے گا تو وہ آپ کا ہو گا اور اسی طرح ہوا۔

اس سے معلوم ہوا کہ ہبہ کے الفاظ ادا کرنے اور اسے موہوب لہ کے پاس بھیجنے کے باوجود ہبہ مکمل نہیں ہوا اور وہ دوبارہ آپﷺ کے پاس بھیج دیا گیا اور حضرت محمدﷺ نے اس کو دوبارہ قبول فرما کے آگے دوسرا ہبہ کا عقد نافذ فرمایا۔ اور دوسری دلیل وہ ہے جو احناف کے دلائل میں بیان ہوئی۔

حنابلہ کا مذہب :

حنابلہ کے نزدیک بھی ہبہ کے لزوم کے لیے قبضہ ضروری ہے،ورنہ ہبہ لازم نہیں ہو گا۔

وتلزم بالقبض[25]۔ ہبہ قبضہ سے لازم ہوتا ہے۔

حنابلہؒ کے دلائل :

ان حضرات نے بھی انہیں دلائل سے استدلال کیا، جو احنافؒ کے مذہب کے بیان میں ذکر کیے گئے ہیں۔[26]

مالکیہ کا مذہب :

ان کے نزدیک ہبہ کے تام ہونے کیلئے قبضہ ضروری ہے، اس کی صحت کیلئے ضروری نہیں ابن رشدؒ فرماتے ہیں:

القبض عنده في الهبة من شروط التمام لا من شروط الصحة-[27]

رہے امام مالکؒ تو ان کے نزدیک ہبہ کے معاملے میں قبضہ اس کو تام کرنے والی شروط میں سے ہے، اس کی صحت کی شروط میں سے نہیں ہے۔ ان کے نزدیک ہبہ لازم تو صرف عقد کرنے سے ہی ہو جاتا ہے، البتہ ہبہ تام قبضہ کے ذریعہ ہوتا ہے۔

یہاں ایک بات اور قابل ذکر ہے کہ امام مالکؒ کے ہاں کیلی اور وزنی چیزوں کے اندر ہبہ کے تام ہونے کیلئے قبضہ کی ضرورت ہے۔

مالکیہ کے دلائل:

لأنه إزالة ملك بغير عوض فلزم بمجرد العقد الوقف والعتق وربما قالوا تبرع فلا يعتبر فيه القبض كالوصية والوقف ولأنه عقد لازم ينقل الملك فلم يقف لزومه على القبض كالبيع۔[28]

ترجمہ: چونکہ ہبہ بغیر عوض کے ملکیت کو زائل کرنے کا نام ہے، اس لیے یہ وقف اور غلام کو آزاد کرنے کی طرح صرف عقد سے ہی مکمل ہو جائے گا اور کبھی کہتے ہیں کہ وہ نیکی کا کام ہے تو اس میں قبضہ کا اعتبار نہیں ہے، جیسے وصیت اور وقف، اور اس لیے کہ وہ ایسا لازمی عقد ہے جو ملکیت کو منتقل کرتا ہے تو اس کا لازم ہونا قبضہ کرنے پر موقوف نہیں ہوگا بیع کی طرح۔

مذکورہ عبارت میں تین دلائل دیے گئے ہیں:

1: ہبہ ملکیت کو زائل کرنے والا عقد ہے۔

2: ہبہ ایک نیکی کا کام ہے۔

3: ہبہ اپنی ذات میں ایک لازمی عقد ہے۔

فائدہ:

مالکیہ کے ہاں کیلی اور وزنی چیزوں میں ہبہ کے تام ہونے کے لیے قبضہ ضروری ہے، لیکن اگر ہبہ کی جانے والی چیز کیلی یا وزنی نہ ہو تو ایسی صورت میں اس پر قبضہ کرنا بھی ضروری نہیں، بلکہ ہبہ کے الفاظ ادا کرنے سے ہی وہ ہبہ مکمل سمجھا جائے گا۔[29]

اہل تشیع کا مذہب:

ان کے مطابق بھی ہبہ میں قبضہ شرط نہیں ہے، بلکہ ہبہ کرنے والے کے کہنے اور دوسرے کے زبانی قبول کرنے پر ہبہ مکمل ہو جائے گا۔ ''شرح النیل وشفاء العلیل'' میں ہے: تصح (بقبول فقط)۔[30] یعنی ہبہ صرف قبول کرنے سے صحیح ہو جاتا ہے۔

اہل تشیع کے دلائل:

وهو قول علي وابن مسعود (وهو المختار) اور یہ حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ کا قول ہے اور یہی مختار ہے۔

ان کا اشارہ اس حدیث کی طرف ہے جو 'اعلاء السنن' میں ان الفاظ کے ساتھ نقل کی گئی ہے:

قال: كان علي بن أبي طالب وابن مسعود يجيزان الصدقة وإن لم تقبض۔[31]

ترجمہ: راوی کہتے ہیں: حضرت علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ قبضہ کے بغیر بھی صدقہ کو جائز قرار دیتے تھے۔

مختصر یہ کہ امام مالکؒ اور اہل تشیع کے نزدیک ہبہ کی صحت کے لیے قبضہ ضروری نہیں البتہ اس کے مکمل اور تام ہونے کے لیے قبضہ کی ضرورت ہے، جبکہ ائمہ ثلاثہؒ کے ہاں ہبہ کی صحت کے لیے ہی قبضہ ضروری ہے۔

نتیجہ:

اس بحث کا فرق ایسے مسئلہ میں ظاہر ہو گا جہاں مالک نے زبانی طور پر کوئی چیز ہبہ کر دی ہو اور اس پر قبضہ نہ کرایا ہو، تو ان سب حضرات کے درمیان اس کی ملکیت کے منتقل ہونے اور نہ ہونے کے بارے میں رائے مختلف ہو گی۔ جیسا کہ مالکیہؒ کی کتب فقہ میں ایک مسئلہ ذکر کیا گیا ہے کہ اگر کوئی شخص کوئی چیز ہبہ کرے اور اس کے بعد قبضہ سے پہلے ہی موھوب لہ (جس کو چیز ہبہ کی گئی) فوت ہو جائے، تو اس کے ورثہ کو قبضہ کا حق حاصل ہو گا، جبکہ دیگر حضرات کے نزدیک چونکہ ہبہ درست ہی نہیں ہوا تو اس پر ورثہ کے قبضہ کا حق حاصل ہونا دور کی بات ہے۔

خلاصہ بحث:

روزمرہ زندگی میں ایک خوشگوار اور پھلتے پھولتے معاشرے کے ہر فرد کو یہ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ وہ تحفہ یا ہبہ دے یا اسے قبول کرے۔ تو ایک مسلمان کے دل میں فوراً یہ داعیہ پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیوں نہ اس عمل کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر سے واقف ہو۔ اس داعیہ کو پورا کرنے کی غرض سے یا تو وہ خود قرآن و حدیث یا پھر اسلامی علمی مواد کی طرف رجوع کرتا ہے بشرطیکہ وہ خود ان ذرائع علم سے استفادہ کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور یا پھر وہ کسی علم والے کے پاس اپنے اس داعیہ کی تسکین کیلئے پہنچتا ہے۔

مندرجہ بالا مقالے میں تمام مسلمانوں کے ایسے ہی داعیہ کی تسکین کیلئے کوشش کی گئی ہے کہ وہ اپنے سوالات کے جوابات اس میں پا سکیں۔

ہبہ کی لغوی و اصطلاحی تعریف اور قرآن و حدیث سے اس کے شواہد بیان کرنے کے بعد اس سے یہ نتیجہ نکالا گیا ہے کہ: ہبہ ایسا عقد ہے جس میں ایک انسان دوسرے کو کوئی چیز بغیر عوض کے مالک بنا کر دیتا ہے۔ مالک بنانے کے بعد دوسرا شخص اس کے نفع اور نقصان دونوں کا ذمہ دار ٹھہرتا ہے، جیسے وہ نفع اکیلے اٹھاتا ہے اسی طرح نقصان بھی اکیلے ہی برداشت کرتا ہے۔ ہبہ میں قبضہ کا حکم مذاہب خمسہ یعنی حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی اور اہل تشیع کی روشنی میں ان کے دلائل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور ہبہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کیلئے آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ سے قولی و فعلی احادیث کے ذریعے بحث کی گئی ہے۔

حوالہ جات

[1]علی حیدر، درر الحکام شرح مجلة الأحکام، دار الکتب العلمیة بیروت لبنان، ج2، ص342، رقم المادہ833

[2]آل عمران 3:8

[3]ابراہیم 14:39

[4]القشیری، مسلم ابن حجاج، الجامع الصحیح، ج3، ص1241، رقم الحدیث1622

[5]ایضاً، ج3، ص1178، رقم الحدیث1536

[6]الجرجانی، علی بن محمد بن علی، کتاب التعریفات، لفظ بیع، دار الکتاب العربی، بیروت، 1405ھ، ص319

[7] أبو یعلی، أحمد بن علي بن المثنی الموصلي التمیمي، المسند، دار المأمون للتراث، دمشق، 1404ھ، 1984ء، ج11، ص9

[8]الترمذی، أبو عیسی محمد بن عیسی، السنن، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، ج4، ص441

[9] الشربینی الخطیب، محمد، الاقناع فی حل الفاظ ابی شجاع، دار الفکر، بیروت، 1415ھ، ج2، ص366

[10]ابن نجیم، زین الدین الحنفی، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار المعرفة، بیروت، ج7، ص286

[11]النمری القرطبی، أبو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر بن عاصم، الکافی فی فقه أهل المدینة، مکتبة الریاض الحدیثیة الریاض، المملکة العربیه السعودیة، 1400ھ، 1980ء، ج2، ص1001

[12] الدمیاطی، ابو بکر ابن السید محمد شطا، دار الفکر للطباعة والنشر والتوزیع، بیروت، ج3، ص147

[13]ابو النجا الحجاوی، شرف الدین موسی بن احمد بن موسی، دار المعرفة، بیروت، ج3، ص33

[14]العنسی الصنعانی، احمد بن قاسم، البحر الزخار الجامع لمذاہب علماء الامصار، مکتبة الیمن، ج10، ص287

[15] ابن نجیم، زین الدین الحنفی، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، دار المعرفة، بیروت، ج7، ص286

[16]ابن رشد، أبو الولید محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد القرطبي، بدایة المجتهد و نهایة المقتصد، مصطفی البابي الحلبي، مصر، 1395ھ، 1975ء، ج2، ص329

[17] النووی، أبو زکریا محیي الدین یحیی بن شرف، المجموع شرح المهذب، کتاب البیوع، مکتبة الرشاد، جده، ج15، ص373

[18]ابن قدامه، عبد الرحمن، الشرح الکبیر، دار الکتاب العربي، ج6، ص263

[19] احمد بن یحی بن المرتضی، التاج المذہب لاحکام المذہب، دار الکتاب الاسلامی، ج5، ص173

[20]ابن نجیم، زین الدین الحنفی، البحر الرائق شرح کنز الدقائق، ج7، ص284

[21] عن عائشة زوج النبي صلی اللہ علیه وسلم أنها قالت: إن أبا بکر الصدیق نحلها جداد عشرین وسقا من ماله بالغابة فلما حضرته الوفاة قال واللہ یا بنیة ما من أحد من الناس أحب إلي غني منك ولا أعز الناس علي فقرا من بعدي منك وإني کنت نحلتك جداد عشرین وسقا فلو کنت جددتیه وأحرزتیه کان لك وإنما هو الیوم مال وارث وإنما هما أخوك وأختاك فاقتسموه علی

کتاب الله تعالی فقالت عائشة والله یا أبت لو کان کذا وکذا لترکته إنما هي أسماء فمن الأخرى قال ذو بطن بنت خارجة أراها جارية۔ الطحاوى، أبوجعفر أحمد بن محمد بن سلامة بن عبد الملك بن سلمة ، شرح معانى الآثار، دار الكتب العلمية بيروت، 1399،ج4،ص88،رقم الحديث 5404

[22] ولنا اجماع الصحابة رضى الله عنهم وهو ماروينا ان سيدنا ابابكر وسيدنا عمر رضى الله عنهما اعتبرا القسمة والقبض لجواز النحلى بحضرة الصحابة ولم ينقل انه انكر عليهما منكر فيكون اجماعاً وروى عن سيدنا ابابكر وسيدنا عمر وسيدنا عثمان وسيدنا على وابن عباس رضى الله عنهم انهم قالوا لاتجوز الهبة الا مقبوضة محوزة ولم يرد عن غيرهم خلافه۔ الكاسانى، بدائع الصنائع، دارالكتاب العربي، بيروت، ج6، ص123

[23] الشربينى الخطيب، محمد، الاقناء فی حل الفاظ ابي شجاع، دارالفكر، بيروت، 1415ھ، ج2، ص366

[24] ايضاً

[25] المقدسی، بهاؤالدين، عبدالرحمن بن ابراہیم بن احمد، العدة شرح العمدة، دارالكتب العلميه، بيروت، 1426ھ، باب الهبة، ج1، ص264

[26] ايضاً

[27] ابن رشد، ابوالوليدمحمدبن احمدبن محمدبن احمد القرطبی، بداية المجتهد ونهاية المقتصد، مصطفى البابي، مصر، 1395ھ، ج2، ص329

[28] ابن قدامه، عبد الله بن أحمدالقدسی، المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني، دار الفكر، بيروت،1405ھ،ج6،ص273

[29] قال: وأماغيرالمكيل والموزون فتلزم الهبة فيه بمجرد العقد، ويثبت الملك فى الموهوب قبل قبضه۔ روى ذلك عن على وابن مسعود، وهو قول مالك وأبي ثور۔ عثمانى، ظفراحمد، إعلاء السنن، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، کراچی،ج15، ص7330،7331

[30] أطفيش، محمد بن يوسف بن عيسى، شرح النيل شفاء العليل، مكتبة الإرشاد، ج22،ص249

[31] عثمانى، ظفراحمد، إعلاء السنن، إدارة القرآن والعلوم الإسلامية، کراچی،ج15، ص7334